PROF. AHMAD RAFIQ AKHTAR'S LECTURES
WWW.ALAMAAT.COM

مذہبی فکر میں انحطاط

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

خواتین وحضرات میں 1962ء میں پہلی دفعہ مظفر آباد آیا تھا اور اس وقت اور آج کے تاثر میں میں نے شہر کو دیکھا تو مجھے عجیب سا لگا۔ اس مرتبہ آتے ہوئے مجھے اس کے حسن وخوبصورتی سے واسطہ پڑا

And I was shocked with the previous identity of the city.

اتنا خوبصورت شہر، اس قدر مہمان نواز لوگ اور اس قدر عزت افزائی کہ مجھے اپنے انکسار پر بھی شرمندگی محسوس ہو رہی ہے۔ ایک دیرینہ غلطی ضرور ہوئی۔ یہ علمی اور فکری موضوع جو مجھے اظہار گفتگو کے لیے دیا گیا ہے۔ دراصل یہ کم از کم ایک صدی پر محیط ہے میں سوچتا ہوں کہ اسے کہاں سے شروع کیا جائے، کتنا وقت میرے پاس ہے، کس نوعیت کی بات کی جائے، جب مذہبی فکر کی بات ہوگی تو یقیناً اعلیٰ ترین وجدانی فکر کی بات ہوگی، انسانی اخلاقی ترقی کی انتہا کی بات ہوگی اور یہ بڑا دشوار عمل ہے کہ اتنے زمانوں کو اتنے مختصر وقت میں کسی بھی Accomplishment کے ساتھ ان کا احاطہ کیا جائے۔ بہر حال میں اسے ایک ایسے وقت سے شروع کر رہا ہوں جب سلطان سلیمان ذی شان کی افواج یورپ کے دروازوں پر دستک دے رہی تھیں اور یوگوسلاویہ، البانیہ، بوسنیا ترک شہسواروں کی تگ وتاز کی زد میں تھی۔

اتنا بڑا بادشاہ اور اتنا Magnificent کہ تاریخ میں آج بھی وہ سلیمان ذی شان کے نام سے جانا جاتا ہے اور ایک ادھر صرف ایشیا Minor اور یورپ کے دروازوں پہ ہی دستک نہیں دے رہے تھے بلکہ اسی زمانے میں پندرھویں اور سولہویں صدی میں دوسری طرف روئے عالم پر جن شہنشاہوں کے ناموں کا سکہ چلتا تھا وہ تینوں کے تینوں مسلمان تھے سلطان عباس صفوی

And again he was called Abbas the great ہندوستان میں جلال الدین محمد اکبر And again he was called Akbar the great. ایک ایسے زمانے میں قوت وشوکت وسطوت اسلامیہ اپنے انتہا درجے کی بلندی پہ تھی کہ دنیا میں اگر کوئی تین بڑے بادشاہ تھے تو تینوں مسلمان تھے اور اسی وقت پورے یورپ پر ایک ایسا زمانہ تھا جسے متفق علیہ Dark Ages کہتے ہیں، اندھیرا اور تاریک دور۔ Mediterranian بحیرہ روم کو ترکوں نے Seal کیا ہوا تھا۔ The only way of products and business یہ پورا بحیرہ روم امیر خیر الدین بار بروسہ کی زد میں تھا۔ اس کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ یورپ میں اس وقت ماؤں کو جب بچوں کو ڈرانا ہوتا تھا تو کہا کرتی تھیں

"Hush the Turks are coming." نہ وہ بلی سے ڈراتی تھیں، نہ وہ چوہوں سے ڈراتی تھیں بلکہ اس وقت یہ عالم تھا عثمانی ترکوں اور خاص طور پر امیر خیر الدین باربروسا کہ Mediterranian پہ Single Handed وہی Rule کرتا تھا۔ یورپ کی مائیں اپنے بچوں کو جب ڈراتی تھیں تو یہ کہتی تھیں Hush the Turks are coming کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ ترک آجائیں گے۔ اس کے Back Ground میں جب سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا تو ایک بہت بڑی Shift ہوئی۔ مذہبی فکر میں بنیادی انحطاط فتح سے ہوا جب فتح و نصرت کے علم بلند ہوئے اور مسلمانوں نے معاشرتی اخلاقی اور علمی طور پر بہت زیادہ عروج پایا اور انہوں نے مملکت اسلامیہ کو بڑی دور تک پہنچا دیا لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمان حکمرانوں نے تکبرات کی ایک دبیز چادر ان کے اردگرد ڈال دی They became careless تمام فتح بڑی اچھی رہی لیکن فتح کا سب سے بڑا نقص یہی ہے کہ انسان اس کی پائیداری اور اس کے تحفظ میں Relax کر جاتا ہے اور تفاخرات میں ڈوب جاتا ہے۔ یہی Tragedy اس وقت انڈیا میں ہوئی، ایران میں ہوئی اور یہی Tragedy سلطنت عثمانیہ میں ہوئی تو Exactly قطعی طور پر مسلمان کا انحطاط سلطنت عثمانیہ کے زوال کے ساتھ شروع ہوا۔ یہ سب کیسے شروع ہوا؟ ہتھیاروں سے تو نہیں شروع ہوا!

Fall of Constantinople کے وقت اہل یورپ کا یہ حال تھا کہ جب کسی کے سر میں درد ہوتا تھا تو وہ کسی پادری کے پاس جاتے تھے تو وہ یہ کہا کرتا تھا کہ سر میں شیطان گھس گیا ہے

And the only way to cure it was.

اس کے سر پر بڑے ڈنڈے مارے جاتے تھے یوں سر بھی جاتا اور شیطان بھی چلا جاتا۔ سر درد کی گنجائش ہی نہ رہتی۔ اس وقت جو پادری تھا وہ عیسائیت کی تبلیغ کرتا تھا، وہ سرٹیفکیٹ Issue کرتا تھا۔ اس کو Certificate of Redemption کہتے تھے۔ نجات کے سرٹیفکیٹ میں کہا جاتا تھا کہ اگر تم نے جنت میں جانا ہے تو پانچ پاؤنڈ اور اگر درجات جنت میں بلندی چاہیے تو دس پاؤنڈ اور اگر اعلیٰ ترین جنت میں جانا ہے تو بیس پاؤنڈ۔ معاف کیجیے گا آج یہ سلسلہ مسلمانوں میں بھی شروع ہے۔ اس وقت بھی مولوی Priest سرٹیفکیٹ Issue کیا کرتا تھا۔ میں آپ کو اس کے بالکل Comparative بتاتا ہوں کہ پاکستان میں اس Latest زمانے میں ایک مولوی صاحب نے شاگرد سے کھل کے کہا کہ فلاں جماعت کو چندہ دو تو میں لکھ کر دینے کے لیے تیار ہوں کہ آپ جنت میں جائیں گے۔ تو وہ ہر خوردار کسی طرح پریشان حال مجھ تک آگیا۔ یہ بات میں نے سنی، کہنے کی تھی، کیا یہ سچ ہو سکتا ہے؟ تو میں نے کہا کاغذ پنسل لے جاؤ اور مولوی صاحب سے یہ کہہ دو کہ آپ اپنی جنت کی تصدیق لکھ دیں تمہاری بات تو بڑی دور کی ہے۔ فتح کا ایک ناقص ترین نتیجہ یہ تھا کہ مسلمان

Lost researches, lust for knowledge, acquisition for knowledge, lust for curiosity.

ایک جنرل Satisfaction مسلمان ممالک پہ چھا گئی اور جہاں ابن سینا پیدا ہوتا تھا اور محمد طوسی پیدا ہوتے تھے اور وہ تحقیق والے لوگ جیسے محمد غزالی یا ابن رشد جیسے محقق پیدا ہوتے تھے وہاں علم و تعلیم اتنی خسارے میں چلی گئی کہ

Over a very long period of time, I have not seen a muslim scholar outshining in the field of philosophy, knowledge, sciences and technology.

یہ بہت بڑی بدقسمتی کی بات تھی کہ فتح نے ایک General mental shift پیدا کردی۔ تفاخرات میں ڈوب کر ملت اسلامیہ اس بنیادی عنصر فتح سے محروم ہوگئی جسے ہم علم کہتے ہیں۔ قوموں کے عروج وزوال تحصیل علم اور تحقیق وجستجو سے مرتب ہوتے ہیں۔ جب مسلمانوں سے علم رخصت ہونا شروع ہوگیا تو شہر فارابی سے، شہر ابن رشد سے، تحاقۃ الفلاسفہ سے قرطبہ سے Travel کرتا ہوا لندن یونیورسٹی تک آیا، کیمرج تک آیا، آکسفورڈ تک گیا۔ یورپ میں نئی تحریکات نے جنم لیا جنہیں ہم Renaissance اور Reformation کہتے ہیں۔ تحریک احیائے مذہب اور تحریک احیائے علوم شروع ہوگئیں یہ کتنی عجیب سی بات ہے

What we lost, they started gaining. تحریک احیائے علوم سے بڑے بڑے سکالرز نے جنم لیا اور آج بھی Modern فلاسفی کا باوا آدم ڈیکارٹ ہے۔ اگر آپ اس کی کتابیں پڑھیں تو حیرت سے یہ انکشاف ہوگا کہ غزالی کی مثالیں لفظ بہ لفظ اس نے اپنے نام سے درج کردیں۔ حجۃ الاسلام محمد بن احمد الغزالی نے جو Proposition اور مثالیں دی تھیں، ڈیکارٹ نے وہ اپنی کتاب میں بالکل اسی طرح بغیر شرمائے نقل کردیں۔ یہ کسی اور کی چیز تھی اس نے اپنے نام سے منسوب کردی۔

یہ زوال مملکت اسلامیہ میں ایسا ظاہر ہوا کہ رفتہ رفتہ ان کی تعلیم، افکار اور ترقی سب زوال آمادہ ہوئے اور

Muslims lost their supremacy, military supremacy and above all supremacy in knowledge and understanding.

یہ وہ دور تھا جس میں یورپ کی آگہی نے اسے تیزی سے آگے بڑھاتے ہوئے مسلمانوں کو Outpace کردیا اور جہاں جہاں ایک متقابل صورت حال پیش آتی گئی تو مسلمان بتدریج انحطاط کا شکار ہوتے گئے اور اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ اس دوران کوئی بڑا Mystic ٹیچر بھی پیدا نہیں ہوا۔ اسلام میں ہمیشہ جو سب سے بڑا Survival رہا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اسلام میں جب کبھی بھی انتہائی Critical Moment آیا تو ضرور کوئی بڑا صوفی استاد پیدا ہوا، جس نے ایسا غیر معمولی وژن دیا کہ عالم اسلام کو از سر نو اپنی ذہنی علمیت اور عظمت رفتہ برقرار رکھنے میں مدد ملی اور امت مسلمہ پر اپنے ذہنی اور اخلاقی اثرات چھوڑے۔ جب Spain میں مسلمان حکومت تباہی کے کنارے پہنچی تو غزالی کے ایک شاگرد ابو یعقوب المومن نے الموحدین کی تحریک کا آغاز کیا اور دو سو سال کے لیے اسلام پھر Spain میں قائم ہوگیا۔ الموحدین کے بعد المرابطین جو یوسف بن تاشفین کی تحریک تھی ان دونوں نے اسی علمی Source سے حیات پائی اور اسی علمی زمانہ کی صحبت کا شرف حاصل کرلیا اور مذہبی ماحول کو ایک تازگی بخشی

And they were able to resurrect Islam out of the deluge of defeat.

یہی حال بغداد میں ہوا اور خلفاء مکمل تباہی اور مکمل اضمحلال کا شکار ہوگئے تو فطرت نے بغداد ہی سے الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو پیدا کیا اور ان کی وجہ سے یہ انحطاط زمانہ رکا۔ انہی کی وجہ سے مسلمان دوبارہ اپنے

Original and genuine prestigeous religion

کی طرف آئے اور انہوں نے اس زوال کو دو سو سال تک تھامے رکھا۔ ہندوستان میں سلطان محمود آف غزنہ جہاں فتوحات کی ایک بارات لے کر آیا وہاں علم کی بھی اک سوغات لے کر آیا اور سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ جن کے ورودِ مسعود نے علم و معرفت کی ایک ایسی شمع روشن کی جسے بعد میں چشتیہ اصحاب نے اپنی محبت، اخلاص، نرمی، مروت اور حسن عالمگیر سے اٹھایا اور اس وقت سے خدا کے دین کی طرف Local Inhabitance کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہوں یا خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ ہوں یا بختیار کاکیؒ ہوں یا چراغ دہلویؒ ہوں خداوند کریم نے ان بندوں میں محبت کے ایسے سوتے رکھے کہ اہلِ کفر اور اہلِ شرک خدا کی واحدنیت کی طرف مائل ہوئے۔ دنیا میں جہاں جہاں بھی اسلام پہنچا اور جہاں جہاں بھی اللہ کے یہ بندے پہنچے، یہ خالی عالم نہ تھے، یہ فقط علمائے دین نہ تھے بلکہ ان کے ساتھ ان کی مذہبی وضاحتوں کے ساتھ ساتھ، ان کے اخلاقی رتبے چلے اور ان کی اعلیٰ ترین ذہنی صلاحیت بھی تھی۔ یہ پورے مذہب کو بار بار اس نقطے پہ لاتے تھے جہاں آج ہم Discuss کر رہے ہیں۔ تمام Mystics کا ایک روّیہ رہا اور انحطاطِ اسلامیہ میں ان کا ایک رول رہا کہ عالموں کی انہوں نے Shift نہیں کی۔ انہوں نے اعمال کو خالی Shift نہیں کیا۔ انہوں نے اعمال کو Overstress نہیں کیا بلکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق "انما الاعمال بالنیات" سب سے پہلے، انہوں نے عمل سے پہلے انسانوں کی نیتوں کو درست کرنے کے لیے ایک ذہنی جدوجہد کی کیوں کہ نیت کے بغیر عمل صرف قول و فعل ہے اور قول و فعل کی ہم آہنگی بھی منافقانہ ہو سکتی ہے۔ تصوف میں 'Mystic' میں مومن میں، ولی میں، متقی میں اور اللہ کے ان نیک بندوں میں اور تمام علماء میں صرف ایک فرق تھا کہ جہاں اچھے عالم قول و فکر کے تضاد کو ختم کرنے پہ زور دیتے تھے۔ تو اہلِ خدا قول و فعل و فکر تینوں کے تضاد ختم کرنے پہ زور دیتے تھے۔ یہ ایک حتمی تعلیم تھی جو صوفیاء اور مومنین کے گروہ نے ہمیں دی کہ تمام افعال مذہب کے بجائے خدا کے لیے رائج ہونے چاہئیں۔ رستے میں گم ہونے کے بجائے منزل کی طرف بڑھنا چاہیے، مذہب چلنے کا راستہ ہے اور Destination صرف اللہ ہے۔ جب تک آپ اپنی حتمی Destination کو پہلے متعین نہیں کریں گے، ایک بہت بڑی غلطی کا پوری امتِ مسلمہ شکار رہے گی۔ یہ غلطی ہے۔

Confusion in the sense of priority

جب تک آپ ذہنی طور پر اس بنیادی سوال کو حل نہیں کرتے کہ آپ کے ایمان کے مطابق اسلام میں ترجیحِ اوّل کیا ہے اس وقت تک آپ کو خدا کا مس نہیں ہو سکتا، چاہے آپ ساری عمر طلبِ خداوند میں گزاریں۔ پروردگارِ عالم کسی بھی صورت میں Top Priority سے نیچا اترنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

This is one habit of God, on which he never compromises

وہ ایک اعلیٰ ترین اور مکمل ترین Priority ہے۔ تخلیقات سے نیچا اپنے مقام سے گریزاں ہے۔ جس دن کوئی مسلمان ذہناً اسے Top Priority ڈیکلیر کرتا ہے خدا اس کی ہمسائیگی میں اتر آتا ہے۔ وہ کبھی بندے سے دور نہیں ہوتا۔ پھر کیا عجیب بات ہے کہ جس مذہب کے چرچے ہم صبح و شام کرتے ہیں، جس مذہب کے قصیدے صبح و شام اخباروں میں رسالوں میں، کتابوں میں کرتے ہیں، جس کو ہم خدا کا دین کہتے ہیں، جس کو اللہ کی شناخت کا واحد

validمذہب کہتے ہیں کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ یہ مذہب ہمیں ایک خدا شناس نہیں دے رہا۔ یہ ٹریجڈی ہے کہ آپ سوچتے نہیں ہیں کیا اپروچ میں غلطی نہیں ہے؟ کیا ہمیں یہ خیال نہیں آتا کہ اگر تمام مذہب اسلام مل کر بھی ہمیں ایک خدا شناس نہیں بخش رہا۔ ایک عبدالقادر جیلانیؒ نہیں بخش رہا، ایک علی بن عثمان ہجویریؒ نہیں بخش رہا تو دورِ حاضر میں یہ غلطی ہو گئی

Why do'nt we go back and try to think? credentials in our religion.

کیوں ہم سختی سے ایک موقف پہ قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیوں ہم صحت خیال کو ہی Ultimate سمجھتے ہیں؟

Why do not we come back, try to think?

یہ کیا وجہ ہے کہ ہمیں خدا نہیں مل رہا وہ خدا جو "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" (ق: آیت ۱۶) کہتا ہے کہ ہم تمہاری رگِ جان کے قریب ہیں وہ لوگ کون ہیں جنہیں وہ رگِ جان کے قریب محسوس ہوتا ہے مگر خدا نے کہا "زین للناس حب الشھوات من النسآء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث" (آل عمران: آیت ۱۴) اور بیویاں بچے، گھوڑے، سونے چاندی کے برتن ساری کی ساری چیزوں میں زینت دی۔ میں ان کی تلاش میں نہیں ان کی جستجو کی مسابقت میں تمہیں نہیں مل سکتا۔ اگر تم نے میری ہی مخلوق کو مجھ پر ترجیح دینا ہے اگر تم نے اپنی بہترین صلاحیتیں عقل اور وقت ان کو دینا ہے تو میں پھر تم سے نہیں مل سکتا۔ کچھ عرصہ پہلے، "50 سے 70 سال پہلے"، علامہ اقبال نے بہت بڑے مسئلے کی نشاندہی کی کہ جب یورپ اپنی جدید ترین ٹیکنالوجی Knowledgeability میں ہمارے سامنے آیا تو مسلمانوں کے دو Attitude پیدا ہوئے ایک روّیہ کو Fundamentalism کہتے ہیں اور جو دونوں Attitude پیدا ہوئے وہ دونوں مسلمان کے لیے صحت مندانہ نہ تھے، ایک تقلید اور ایک تردید مغرب۔ جنہوں نے تردید مغرب اختیار کی انہوں نے علم کی کسی بھی شناخت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے یہ بالکل نہیں سوچا کہ یورپ جس سونا ت علم پر آج قائم ہے، وہ ہمارے آباؤ اجداد کے ورثے ہیں۔ انہوں نے اس حدیث پر غور نہیں کیا کہ حکمت میراثِ مومن ہے جہاں سے اس کا ایک ذرہ بھی ملے اٹھا لو۔ انہوں نے اس چیز پر غور نہیں کیا Fundamentalist رویوں کا صرف ایک مطلب ہے کہ علم کو قبول نہ کرنا Fundamental کا اصلی ترجمہ یہ ہے کہ اس وقت کی کسی علمی تحقیق کو قبول نہ کرنا اور اس پر غور وخوض نہ کرنا جب وہ آپ تک پہنچے اس کی تردید کرنا۔ اور یہ Fundamentalist Attitude یورپ سے اور Spain کی Inquisition سے شروع ہوا۔

اتنے Religious Barriers کے بعد جب مسلمانوں کو سپین سے ملک بدر کرنا تھا تو Inquisition بیٹھی اور Inquisition نے دو Choices دیں کہ Christianity یا عیسائیت قبول کرو یا ملک Expatriation چھوڑو Inquisition اس وقت لگی جب ایک متجسس فکری روح Galileo نے کائنات پر غور کرتے ہوئے کوپر نیکس کی مخالفت میں ایک اصول Cosmos دریافت کیا تو صرف اس دانشور نے Inquisition کے خوف سے معافی نامہ لکھ کے دے دیا کہ میں اپنے خیالات سے باز آیا اگرچہ وہ صحیح تھے۔ اگرچہ وہ تکنیکی علمی طور پر صحیح تھا اور آج ہم جدید

Cosmology کا بانی گلیلیو کو کہتے ہیں تو Fundamentalist Attitude یورپ سے ہی شروع ہوا اور آج بھی ہے آج اس کی شکل بدل گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان اس الزام سے بری ہے اگر وہاں ایک Adamant Attitude قائم ہے تو یہاں بھی یہ Attitude قائم ہے اور آپ غور کیجیے کہ پہلی مرتبہ جب لاؤڈ سپیکر آیا تو علمائے اسلام نے اس پہ شیطنت کا فتویٰ دیا۔ ایک سوالنامہ دیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند بیچ اس مسئلے کے کہ آلہ مکبر الصوت کا استعمال جائز ہے یا ناجائز، جواب ملا کہ ناجائز۔ اس طرح قرآنِ حکیم بھی ایک وضاحت کرتا ہے۔

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

وہ آیت یہ کہتی تھی کہ جب حضور گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ اللہ کی تعریف کر رہے تھے تو بیچ میں لات و منات کے لفظ آئے تو اہلِ کفر نے کہا لو آج سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارا جھگڑا ختم ہوا وہ بھی آج لات و منات کی بات کر رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا صدمہ ہوا، اتنی زچ محسوس ہوئی کہ اللہ نے اس پر قرآن میں آیت اتاری کہ اے پیغمبر یہ تجھ سے پہلے بھی کئی پیغمبروں سے ہوا، وہ بولتے کچھ تھے اور شیاطین اس میں کچھ ملا کر دوسروں کی سماعت تک کچھ اور پہنچا دیتے تھے تو ایسا کوئی فکر و غم نہ کر۔ اس آیت کو فتویٰ میں Quote کیا گیا اور کہا گیا یہ لاؤڈ سپیکر کا ایک جگہ واقع ہوتا ہے اور آواز ادھر سنائی دیتی ہے تو بیچ میں شیطان کچھ ملا دیتا ہے۔ ایک چیز جسے Cult کہتے ہیں، جسے خود پرستی کہتے ہیں۔ بت پرستی فزیکل کم ہوتی ہیں، ذہنی زیادہ ہوتی ہیں۔ عقل جہاں رکتی ہے وہاں ایک بت پیدا ہوتا ہے۔ چاہے وہ تعصبات کا بت ہو۔ چاہے وہ کسی کی محبت کا بت ہو۔ عقل جہاں رکے گی وہاں ایک Cult ایک مندر بن جاتا ہے اور انسان صحتِ خیال کا اس قدر قائل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی Narcissisim میں نرگسیت، لذتِ وجودِ خیال میں جھک کر اپنے آپ کو Accomplished اور مکمل سمجھنے لگتا ہے، سوائے خدا کے، سوائے ان لوگوں کے جو عقل کا واحد مقصد خدا تک پہنچنا گنتے ہیں جو علم و حکمت کی بنیادی اساس قربِ خداوند کو سمجھتے ہیں جو اپنے شوق کی منزل پروردگارِ عالم کو قرار دیتے ہیں اور جو اس عظیم و حکیم رب کی قربت کی سعی کے لیے دن اور رات ''الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض'' (آل عمران: آیت ۱۹۱) یہ ان اہلِ صوف کا قائدہ ہے۔ میں جذبہ ولایت کی بات نہیں کرتا۔ جب زمانے میں بحران بڑھا Scepticism بہت بڑھا شکوک و شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے معتزلہ اٹھے اشاعرہ۔ ماتریدا لاطینی فلسفے نے بنیاد پرستی کی دھجیاں اڑا دیں۔ اس وقت کوئی عالم انہیں جواب دینے کے قابل نہیں تھا آج بھی نہیں ہے۔ اس وقت تحقیق و جستجو کے میدان میں ایک ایسا Group of Thinkers اٹھا جنہوں نے اعلیٰ ترین تحصیلِ علم کی، جنہوں نے انہی کے ہتھیاروں سے انہی سے سیکھا لاطینی فلسفہ بھی سیکھا Roman Conjuncture بھی سیکھے، انہوں نے غور و فکر سے علومِ اسلامیہ کو نئی جہت بخشی اور ہر زمانے میں خدا پہ حجت، دلیل اور برہان قائم کی ''لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ'' (الانفال: آیت ۴۲) کیسے پروردگار نے کہا جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا، جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہو۔ کیسی عجیب بات ہے کہ خدا یہ کہہ رہا ہے جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا اور جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ Blind faith is odd خداوند کریم نے Blind Faith کے بارے میں کیا کہا۔ ذرا غور کیجیے جسے آپ اساس سمجھتے ہیں جذباتی تعلق کی، بغیر غور و فکر و تجسس

کے۔ پروردگار کو آپ اتنی Importance نہیں دیتے جتنی ایف اے اور بی اے کے امتحان کو دیتے ہیں۔ آپ اتنا ٹائم بھی اللہ کو نہیں دیتے۔ بغیر غور وفکر کے آپ نے ایک سوغات سنبھالی ہوئی ہے جو پچھلی نسلوں سے چلی آرہی ہے۔ خدا اہل کفر کو طعنے دیتا ہے تم اگر آباؤ اجداد کے دین پر قائم نہ ہوتے اور تھوڑا سا غور وفکر کرتے تو مجھے ضرور پہچان لیتے۔ یہی بات شاید ہمارے اوپر بھی لاگو ہوتی ہے۔ آپ اللہ کو بے انصاف سمجھتے ہیں کہ جو طعنہ وہ کافر کو دیتا ہے آپ کو نہیں دے گا تو تم جو اندھا دھند پیچھے سے آئی ہوئی بات کو نیچرل کر کے بلائنڈ Faith کو معراج زندگی بنا بیٹھے ہو خدا کے ساتھ انصاف تو نہیں کر رہے۔ اس نے تو عقل وشعور کا مقصد ہی صرف ایک بتایا ہے۔ اس نے عقل وشعور کا مقصد سیاست نہیں بتایا، Solving of Personal Problems نہیں بتایا، اس نے حکومتیں چلانا نہیں بتایا، اس نے تو ایک مقصد بتایا (آیت) ان ھدینا ہ السبیل میں نے تو عقل وشعور تمہیں صرف اس لیے بخشا "اما شاکرا واما کفورا" چاہو تو مجھے مانو، چاہو تو نہ مانو۔ یہ عقل وشعور تو Instrument of judgement ہے۔ معاملات زندگی میں ہمیں پرکھ کا ایک Instrument دیا گیا ہے۔ کیا جدائی کے بعد، میثاق کے دن کی جدائی کے بعد، جب ہم نے خدا کے جواب میں کہا جب اس نے ہم سے ایک سوال پوچھا "الست بربکم" (الاعراف: آیت ۱۷۲) کہ جانتے ہو پچانتے ہو "قالوا بلیٰ" (الاعراف: آیت ۱۷۲) سوال ہی نہ تھا انکار کا۔ ایمان اس وقت جبر تھا۔ جلوہ یزداں سامنے تھا "قالوا بلیٰ" (الاعراف: آیت ۱۷۲) کسی نے سید ہجویرؒ سے پوچھا کہ خدا ظاہر کیوں نہ ہو گیا۔ اگر خدا ظاہر ہو جاتا تو یہ ایمان و بے ایمانی کا مسئلہ تھا۔ جناب شیخ نے فرمایا اگر خدا ظاہر ہو جاتا تو ایمان جبر ہو جاتا۔ مگر ایمان جبر نہیں ہے۔

All instrument of wisdom and thinking is only given to make one decision.

من ربک Who is your God? اس انحطاط کے ذمہ دار، اس علمی فکر میں جب خدا مسلمان قوم کی Top priority نہیں رہا، رسول پروردگار کی خواہش امت مسلمہ میں نہیں رہی، جب وہ سکالر جنہیں ہم صوفیاء کہتے ہیں، وہ عالم جو جنید بغدادؒ کی صورت میں نکلے شیخ علی بن عثمانؒ کی صورت میں نکلے، ایک ایک وہ درس، ایک ایک وہ بات جو انہوں نے انسان کی Understanding میں کہی۔ حیرت کی بات ہے کہ آج تک یورپ کا کوئی بھی Psychologist کوئی Gestalt کا فلاسفر، کوئی Ethical سکول کا مدبر، اس بات تک نہیں پہنچا جس کو آج Mystic علوم نفس میں Explain کر گئے ہیں۔ تصوف کے ساتھ بھی بڑی زیادتی ہوئی۔ یہ کیا چیز ہے؟ Greek فلسفے کا اثر ہے کسی نے کہا۔ یہ خانقاہی نظام ہے کسی نے کہا انسان کے ذہن کی اسیری ہے کسی نے کہا۔ گئے گزروں کا Stamp ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ طریقت شریعت کی نیت تھی مختصر یہ تھا کہ جسے ہم طریقت کہتے ہیں یہ شریعت کی نیت تھی۔ جب آپ تمام شرعی اعمال بغیر نیت حصول خداوند کے کئے جا رہے ہیں تو وہ شرع ہے جب تمام اعمال رضا و محبت خداوند کے لیے کئے جائیں تو وہ طریقت ہے۔ اسی لیے بخاری نے جب حدیث بخاری مرتب کی، اعمال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقل کیا اس کے پس منظر کو بیان کیا تو ساتھ ایک بات ابتدائیہ میں لکھی کہ میں باب الایمان میں سب سے پہلے اس حدیث کو لایا ہوں کہ تمام افعال بغیر فلاسفی آف ایکٹ کے بے کار ہیں اور تمام اعمال بغیر ذہنی تصدیق کے بے کار ہیں اسی لیے میں پہلی حدیث

ایمان میں یہ لایا ہوں کہ "انما الاعمال بالنیات" (صحیح بخاری) جب تک آپ کا کوئی مؤقف واضح نہ ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر تمہیں یہ دیکھنا ہو کہ یہ کام تم کیوں کر رہے ہو تو پہلے اس کی نیت کر لو تمہیں خود ہی پتا چل جائے گا کہ کوئی کام تم کیوں کرتے ہو؟ یہ وہ وقت ہے جب اقبال نے آکر یہ محسوس کیا کہ یورپ کے اس چڑھتے ہوئے اک فتنہ کی وجہ ہے، ابلاغ کی وجہ ہے اور اتنی زیادہ مشہور کن ایجادات کی وجہ ہے، فائیو سٹار ہوٹلز کے کلچر کی وجہ سے، یہ کتنا عجیب سا لگتا ہے کہ فائیو سٹار ہوٹلز میں خدا کی بات نہیں ہوتی، اس لیے نہیں ہو سکتی کہ وہ ماحول خدا کے ماحول سے جدا ہے۔ اس لیے کہ خدا کا Concept روبہ انحطاط ہے۔ ایک پرانی سی شے ہے علی بابا کی طرح سرخ ٹوپی پہنے ہوئے بیٹھا ہوا ہے وہ دور رفتہ سے آگے نکلا ہی نہیں ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے علمی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ قرآن کی تفسیر اور قرآن کا ابلاغ دور وسطیٰ سے آگے نہیں آیا بارھویں اور تیرھویں صدی سے آگے نہیں آیا۔

کچھ جدید مفکر جن کے علم بعض اوقات اتنے ناقص ہوتے ہیں کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ جو رائے دیتے ہیں، وہ ان کی اپنی احمقانہ عالمانہ سند بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر حضور گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ کیا ابوذرؓ تمہیں پتا ہے کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ کہا ابوذرؓ یہ سورج عالم بالا میں عرش بریں پر جاتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تو لوٹ۔ پھر یہ پلٹتا ہے پھر ایک دن اسے کہا جائے گا کہ تمہیں پلٹنا نہیں ہے اسی جانب سے طلوع ہونا ہے۔ اس حدیث پہ بہت اعتراض ہوتا ہے کہ غلام جیلانی برق نے اعتراض کیا۔ اس پہ غلام احمد پرویز نے اعتراض کیا۔ کہنے لگے کہ یہ حدیث خلاف واقعہ ہے خلاف واقعہ اس لیے ہے کہ سورج تو کہیں نہیں جاتا سورج تو Ecliptical Movement میں گردش کرتا ہے۔ انہوں نے اتنا صبر نہیں کیا کہ اگر کوئی چیز سمجھ نہیں آتی تو انسان کا صبر اس کا ٹھہراؤ ہے۔ وہ نئے نکتۂ علم کی تلاش کی خاطر کچھ رکتا ہے اور اپنی رائے کو Cult اور بت پرستی نہیں بناتا۔ کچھ سوچتا ہے کہ میری علوم معرفت میں کچھ کمی ہو گئی ہے۔ میں تھوڑا سا صبر کر لوں تو اگر وہ جلدی نہ کرتے اور کچھ دیر ٹھہر جاتے۔ اسی اور نوے کی دھائی کی سائنس کے انکشافات دیکھ لیتے کہ سورج مع اپنی Constellations کے بالائے عرش بریں تک جاتا ہے اور اس حدیث پر اعتراض نہ ہوتا اکثر ہمارے علماء جو اس دور میں پیدا ہوئے بجائے علمی فکر کے اضافے میں وہ مزید انحطاط کا باعث بنے۔ اور اس طرح کے ہر ایک آدمی کو اس وصف سے آگاہی نہیں تھی۔ اس کی تلاش سے آگاہی نہیں تھی۔ قربت یزداں میسر نہیں تھی۔ وہ Sincerity میسر نہیں تھی جس سے اللہ کا قرب چاہا جاتا ہے اور تلاش کیا جاتا ہے۔ جب انہوں نے اردگرد بھی وہ لوگ نہ پائے، وہ اساتذہ نہ پائے جو علم و معرفت کی انتہا پہ تھے اور قلبی علوم اور انکشافات ذات کی انتہا پر بھی تھے تو انہوں نے ایک چیز فرض کر لی کہ تصوف یا درجہ ایمان مفقود اور میسر نہیں ہے اور تمام کا تمام عملیات پر چلتا ہے۔ تمام کا تمام زور اعمال پر چلتا ہے۔ اس طرح Pragmatist مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ Pragmatist مسلمان نماز اور روزہ کی پابندی کرتا ہے مگر اسے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ وہ آرگنائزیشن میں پڑا رہتا ہے اور یہ خیال کہ امت مسلمہ کے فکری انحطاط کا باعث صرف اعمال میں کمی ہے۔ ناقص ہے انہوں نے بہترین کوششیں کیں دین کو Organise کر کے انجمنیں بنا کر ستر برس سے زیادہ عرصے تک Uplift کیا۔

Over the years not a single organisation has worked good, not a single organisation has succeeded.

ان چیزوں سے مقابلہ کیجیے کہ دس سے پندرہ سالوں میں ان صوفی اساتذہ نے چاہے وہ غزالیؒ تھے، چاہے علی بن عثمان ہجویریؒ تھے، چاہے عبدالقادر جیلانیؒ تھے انہوں نے پوری کائنات اسلام بدل دی۔ یہاں یہ ہوا کہ جن لوگوں نے ستر سال سے Organisations عملیت کی Build کیں، وہ امت مسلمہ پر کوئی اثر نہ ڈال سکے، انحطاط جاری رہا۔ یہ انحطاط اس لیے جاری رہا کہ Power is not the purpose of religion. یہ انحطاط اس لیے جاری رہا ہے کہ خدا کے بغیر دین کا کوئی مقصد نہیں ہے، جب لوگوں کے دلوں سے آرزوئے طلب وجستجوئے پروردگار اٹھ جائے تو تمام دین بالکل اسی طرح ہے جیسے Christianity ہے۔ تمام دین اپنے اپنے ایک ضابطہ اصول پر قائم ہے۔ ہم کسی دین کو اس لیے برا نہیں کہتے کہ وہ دین نہیں ہے، وہ ایک نظام ضرور ہے۔ وہ تبت کا لاما ہو یا Jewish Order ہو یا Free Mason ہو یا افریقہ کے شامان ہوں۔

They all believe in thier religion, what is so particular about Islam?

اگر سارے مذاہب کا مقصد God ہے تو پھر سارے مذاہب کی Approaches کو کیوں لوگ اپنا نہیں سکتے۔

Why do'nt I accept Christianity why do'nt, I accept Judaism why do'nt I become Buddhist.

بڑے خوبصورت Humanitarian فلاسفر بھی دنیا میں موجود ہیں اور اگر وہ تمام کے تمام یہ Claim کرتے ہیں کہ ان کا تفکر ان کا خیال بنیادی طور پر خدا کی طرف جاتا ہے But they have Never achieved God. اسلام اہل دل کی مجبوری ہے "ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین" (آل عمران: آیت ۸۵) جو اللہ کو چاہتے ہیں اسلام ان کی مجبوری ہے اگر کسی اور مذہب سے خدا مل سکتا تو دوسرے مذاہب کے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوتے جیسے تبت کے ایک لامہ کا واقعہ مشہور ہے کہ جب اس نے ایک مسلمان عالم کے سامنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو اس سے پوچھا گیا

Can you explian, why did you change your religion?

تو اس نے جواب دیا کہ I want God, I want peace. مجھے پچیس سال سے لاما ہونے کے باوجود یہ دو چیزیں نہیں ملیں۔ خدا ملا اور نہ امن ملا۔ اس لیے میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اس سے کہا گیا You are telling a lie. اصل میں تمہاری Powers as a lama ختم ہو گئیں تھیں۔ اسی لیے تو نے اسلام قبول کیا۔ اس نے کہا No this is not the case اس بات کا عملی ثبوت حاصل کرنے کے لیے تو ہانگ کانگ میں ایک بہت بڑا مناظرہ ترتیب دیا گیا جس میں اس لاما کو Challange-able پوزیشن پہ لایا گیا۔ وہاں ٹی وی کے کیمرے نصب کیے گئے۔ اور وہاں اس سے پوچھا گیا Why did you accept Islam? اور تم نے کیوں لامازکے Order سے بغاوت کی۔ اس نے

کہا میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ پورے پچیس سال لاما رہا ہوں اور میں نے اس فیلڈ میں انتہائی پختہ ریاضت کی ہے مگر مجھے خدا ملا اور نہ امن ملا۔ اس لیے میں نے خدا کے حصول کے لیے اسلام قبول کیا انہوں نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے You lost your Powers جب بات بہت بڑھ گئی تو اس کے بڑے لاما نے کہا تو آؤ پھر تم آجاؤ میرے ساتھ Powers کا میچ کرلو۔ اسی طرح Stage بنی ہوئی تھی وہ Stage پر چڑھا اور اس نے بڑے لاما سے کہا کہ All right If you are powerful then jump. اس کے بڑے لاما نے کہا کہ یہ کوئی بات ہے جو تو نے مجھے کہی ہے۔ اگر تو کہتا ہے کہ میری Powers ختم ہوگئی ہیں تو اس سٹیج سے مجھے Jump کر کے دکھاؤ The whole world was excited جب وہ نیچے اترنے لگا تو اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ اس کا آدھا پاؤں نیچے بالکل ساکت کسی Statue کی طرح لٹک گیا۔

Above 20 minutes it was so shocking moment.

کہ تھوڑے عرصے کے بعد اس نے پھر ہاتھ سیدھا کیا اور وہ نیچے گر گیا اور کہنے لگا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا I did not lose my powers مجھے 25 سال لاما رہنے کے باوجود خدا نہیں ملا۔

Because the only way to God, is Islam

خواتین وحضرات! یہ نعمت ہم میں موجود ہے مگر اس نعمت کو ہم کیسے ضائع کرتے ہیں؟ اس کی توہین کر کے ہم خدا کے قرب کی سعادت، اس کی محبت اور چاہت کو اس طرح ضائع کرتے ہیں کہ ہم اپنے غور وفکر کو معطل کر کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے عاری ہو کر خدا کو Totally Neglect کرتے ہیں۔ جب ہمارے پاس بہترین اور اعلیٰ صلاحیتیں اور طاقتیں ہوتی ہیں ہم اس وقت خدا کی ہمسائیگی اور قرب میں نہیں آتے۔ اور جب کسی کام کے نہیں رہتے اس وقت ہمارے دل میں خدا کی محبت جوش مارنے پہ آمادہ ہو جاتی ہے جیسے ایک بار کسی صحابیؓ رسولؐ نے گندی پڑی ہوئی کھجوریں مسجد نبوی میں لٹکا دیں۔ رسم یہ تھی جس کا جو کچھ زیادہ ہوتا، وہ مسجد نبویؐ میں رکھ دیتا اور وہ اصحاب جو رزق اور روزگار کی سبیل نہیں رکھتے تھے وہاں سے لے کر کھا لیتے تھے۔ ایک صحابیؓ نے گندی کھجوریں وہاں رکھ دیں تو پروردگار عالم کو اتنا غصہ آیا کہ آپ نے کہا آپ اپنی بہترین چیزیں میرے لیے نہیں دے سکتے تو بدترین تو نہ دو، کم از کم درمیانی ہی دے دو۔ ذرا غور کیجیے ہم اپنے اللہ کو بہترین عمر نہیں دے سکتے تو بدترین عمر تو نہ دیں، جب سماعت نہیں رہی جب بصارت نہیں رہی، جب زندگی کی تمام لذتیں ختم ہوگئیں۔ جب عام Senses معطل ہوگئیں اس مجبوری میں جب دنیا نے ہمیں ریٹائر کر دیا، ہم نے اپنی بہترین صلاحیتیں دنیا کو دیں اور پھر دنیا نے ایک دن ہمیں کہا کہ بڑے میاں اب ینگ بلڈ Young Blood کی ضرورت ہے، اب آپ گھر جائیے۔ اللہ اللہ کیجیے آپ ریٹائر ہوئے، جب یہ نوبت آئی کہ اب کوئی اور رستہ نہیں رہا تو اس بڑھاپے میں، اس ذلت کی عمر میں جسے پروردگار ''ارذل العمر'' (النحل: آیت ۷۰) کہتا ہے۔

آپ کائنات کے سب سے بڑے مقصد کی Achievement کو جاتے ہیں۔ اس سے بڑا تضاد فکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو بہترین صلاحیتوں کا زمانہ تھا، جب ہمیں پروردگار عالم کے لیے محبت سے جدوجہد کرنی چاہیے تھی تب ہم نے تمام Energies اور طاقت، تمام شعور چھوٹے چھوٹے Purposes کو دے دیا۔ اور جب ہم بے کار محض ہو گئے، جب ہماری زندگی کے Protective سیل سے دنیا نے ہمیں خارج کر دیا، اب ہم چلے ہیں کائنات کے خالق پر تحقیق کرنے It

is Pitiful یہ علمی فکر کی بنیاد انحطاط ہے۔ ہم نے خدا کو کبھی Serious نہیں لیا

Less than the top priority, and untill you make him the top priority.

وہ کبھی آپ کو نہیں مل سکتا۔ یہ اعمال میں نہیں، ذہن میں ہے۔ یہ آپ کے تجسس فکر کا نچوڑ ہونا چاہیے اور یہ بات بھی یاد رکھ لیجیے کہ تمام علمیت اور تمام ذہنی فکر کا ایک صرف فطری نتیجہ ہے اور وہ اللہ ہے۔ اگر آپ غور و فکر کے باوجود تحقیق و جستجو کے باوجود آپ اللہ تک نہیں پہنچ پاتے تو واپس مڑ کر دیکھیے کہ علم کہاں غلط ہے؟ آپ کی فکر میں کہاں کجی ہے؟ یہ ایک نیچرل انجام ہے غور و فکر کا۔ اللہ کے سوا غور و فکر کہیں اور پہنچتا نہیں ہے۔ دیکھیے ہر جگہ علم رک جاتا ہے۔ کوئی علم آ کے Russell پر رک جاتا ہے، کوئی Wittgenstein، کوئی کسٹالٹ اور کوئی فرائیڈ پر آ کے رک جاتا ہے۔

In one day you can finsih one full subject.

چند بڑے نام چند بڑی تحریرات۔ دو کوانٹم کی تھیوریز ایک Relativity ایک کسٹالٹ کا سکول ایک behaviourism اس کے علاوہ علم کچھ نہ تھا

If you spend one serious year you can finish the whole knowledge

علم اتنا زیادہ نہیں ہے مدتیں گزریں انسان نے تحقیق و جستجو میں اتنی تیزی سے ترقی نہیں کی! آپ اللہ اللہ کیجیے۔ اٹھارھویں صدی 1876ء کے قریب The firstly law of relativity کا Rule دیا گیا

$E=mc^2$ Energy can be converted into matter and vice versa is also

اور آج 1997ء تک دوسرا Confirm true law نہیں ہوا آج تک اتنی Slow Movement ہے اب جا کے کہیں Fussion Establish ہوا ہے۔ انرجی کا جو آئن سٹائن نے کہا تھا' سو سال گزر چکے ہیں۔ انسانی ترقی کتنی محدود کتنی دھیرے ہے۔ اس کا اندازہ ان ترقیوں سے جو انسان کر رہا ہے

The maximum best, this is obout thirty to fourty years time

جس میں انسان نے ایک Leap لی ہے۔ اک بڑے کام میں جس کو اقبال یہ کہتا ہے۔ جس کو مختصراً علامہ نے یوں کہا جسے Reconstruction of religious thought میں تشکیل الٰہیات جدید میں جب انہوں نے مذہب کا دفاع کیا تو اس میں بھی انہوں نے ایک نقطے کو Point out کیا جو

I am pointing out second basic law in the Muslims mind, is that he generally feels inferior to the intellect of the West.

ہم میں اتنی خود اعتمادی نہیں ہے۔ ہم آج بھی

We generally feel inferior to intellect of the West.

ہم میں سے بہترین لوگ بھی یورپی فکر سے مرعوب ہیں۔ آج بھی ہم اپنی ہدایت عقل و شعور ایک طرف مولوی جو مغربی فکر سے مکمل طور پر انکاری ہیں اور دوسری طرف Seculars ہیں جن کا خدا اور رسول بھی یورپی فکر ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو اسی فکر سے مرتب کرتا ہے جو اس نے مارکسی فلاسفی کی روشنی میں حاصل کیا ہے جو اس نے Union

Concept سے حاصل کی ہیں جو رسل کا ماننے والا ہے۔ اس فکر سے مرتب کرتا ہے اور یہ دونوں بعد المشرقین ہیں۔ ایک جہالت کی ابتدا اور انتہا میں ہے اور ایک تقلید اور مغلوبیت کی انتہا میں ہے۔

There is no independent Muslim

ہمارا دین علم کی جستجو کی بات کرتا ہے جس دین نے علم کے حصول کو فرض قرار دیا ہو اس دین کے پیروکاروں کی علمی استعداد آج ناظرہ قرآن سے آگے نہیں جا سکی ہے۔ کیونکہ ہمارے عالم اس سے زیادہ ہمیں کچھ دے ہی نہیں سکتے ہیں۔ علمی فکر میں انحطاط کیسے نہ آئے؟ کیوں کہ قرآنِ حکیم کے Standard پہ مسلمان پہنچ نہیں رہا۔ اللہ میں انحطاط نہیں آیا اللہ نے یہ پیکیج دین مکمل کر دیا ہے۔ کائنات کی Interpretation دے کے کتاب مبین میں لکھ کر انجام کی نشاندہی کر کے اس نے پیکج مکمل کر دیا ہے وہ دن اس نے بتا دیا ہے۔ "اذا زلزلت الارض زلزالھا O" (الزلزال: آیت ۵) کہ اے انسان تو نے اس منزل تک آنا ہے "اذا الشمس کورت O واذا النجوم انکدرت O" (التکویر: آیت ۱) کہ سورج لپیٹ لیا جائے گا، چاند مدہم پڑ جائے گا، ستارے بجھ جائیں گے، سورج اور چاند کو ہم دوبارہ جمع کر لیں گے Big bang ختم ہو جائے گی Session پورا ہو جائے گا "کل من علیھا فان" (الرحمٰن: آیت ۲۶) خدا کہتا ہے کہ یہ تیرا انجام ہے۔ اب وہ پروردگار جو آخرت کا وقت متعین کر چکا ہے، جو آپ کے لیے انجام متعین کر چکا ہے کیا اس سے بعید ہو گا کہ درمیان میں انسانی ذہنی Intellectual Process سے ناآگاہ ہو، جو عرصہ حیات متعین کر چکا ہے، عرصہ دہر متعین کر چکا ہے، جو انجام دنیا کو مکمل کر چکا ہے۔ کیسا بے سبب انسان ہے جو Modern ہو کے سمجھتا ہے کہ اتنی Intellectual Progress کی۔ انسان کو کوئی خبر نہیں میں جب Atomic کو بحث کر رہا ہوں یا میں جب Genetic Engineering کے ماڈرن لاز کو Discover کر رہا ہوں تو

Perhaps God is not so modren today.

آج کا انسان اس Fundamental Mistake میں مبتلا ہے۔ اس کے نزدیک خدا کا خیال Judaism خدا کا ہے۔ یہودیت کا تصور خدا ہے۔ وہ اسلام کے Concept کو ہی یہودی تصور خدا کہتا ہے۔ اس کو قطعاً اس بات کا علم نہیں کہ خدائے کائنات جو ہے وہ اپنی کتاب میں مکمل انسان اور خدا تو بہت ہی دور کی بات ہے وہ تو Galaxies کا شہنشاہ ہے۔ جس کی ایک Galaxy کو سمجھنے میں ابھی تک انسانوں سے اس کی مدت کے Distance کا تعین نہیں ہو سکا۔ ایک معمولی ترین Limit Galaxy ابھی حضرت انسان کو پتا نہیں لگی۔ ایک حیرت انگیز انکشاف ہبل ٹیلی سکوپ والا، انہوں نے 11.5 ملین نہیں بلین سالوں قبل وہ دھماکہ نقل کیا جس سے نئی Galaxies بن رہی تھیں۔ 11.5 بلین سال پہلے کا جو دھماکہ ہو رہا ہے، جس میں ستارے ٹکرائے تھے اس کی لائٹ اب ہبل ٹیلی سکوپ تک پہنچی ہے۔ ہمارا اندازہ یہ ہے کہ جس Galaxy میں ہم رہ رہے ہیں، یہ پندرہ ارب سال کی ہے اور اگر ہم زیادہ مؤثر، زیادہ طاقتور ٹیلی سکوپ بنا لیں تو ہم ابتدائے کائنات کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ حیران کن ہے جو دنیا ہمارے اردگرد آباد ہو رہی ہے۔ یہ قرآن کو غلط ثابت نہیں کر سکتی اور یہ قرآن کو غلط ثابت نہیں کر رہی ہے۔ ابھی بارھویں یا تیرھویں صدی میں کسی نے ابن رشد سے ایک بات پوچھی کہ تو نے عاد و ثمود کا حشر نہیں پڑھا اس نے کہا کہ تم حشر کے عذاب کی بات کرتے ہو، مجھے تو یہ بھی نہیں پتا نہیں کہ

عاد وثمود تھے کہ نہیں۔ اپنے زمانے کا سب سے بڑا فلاسفر ابن رشد تھا مگر اپنی تحقیق کے بغیر کسی چیز کو تسلیم کرنے سے بالکل عاری تھا۔ جب اسے کہا کہ تو نے عاد وثمود کا حشر نہیں دیکھا تو اس نے کہا عاد وثمود کون تھے؟ تم مجھے حشر کی بات کرتے ہو؟ میں عاد وثمود کے وجود سے ہی منکر ہوں۔ یہ Deviation تھی۔ محقق بغیر تحقیق کے قرآنی آیات کو بھی تسلیم نہیں کرتا اور حضرات کرتا بھی کیسے؟ یہ تو اب Precedents نکلے ہیں۔ Jordan اب آ کے پہاڑوں کے اندر جنہوں نے گھر بنائے تھے جن کی اللہ بات کرتا ہے یہ Piece علماء نے نہیں نکالے Archaelogist نے نکالے ہیں۔ یہ تو Archaelogy کا کمال ہے کہ عاد وثمود کی بنیاد اولیٰ اور بنیاد ثانیہ کو کھود کر قرآن کی بات کو سچ ثابت کر دیا ہے۔ اور کیا اس بات کے لیے ہمیں ان تحقیقات کا حامل نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ تمام زمانوں کے علوم میں اس امت کا حصہ ہے اگر آپ Modern علوم کی آگہی حاصل نہ کریں گے تو آپ کی تحقیق وجستجو نا کافی رہ جائے گی دو آیات ہی پر صرف غور کر لیں۔ یہ آیات کسی طور پر بھی آپ کو سمجھ آ سکتی ہیں "اولم یر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنھما" (الانبیاء: آیت ۳۰) تم میرا کیسے انکار کر سکتے ہو یہ Challengeable Statement ہے۔ تم ہوتے کون ہو میرا انکار کرنے والے You have no authority ان السموت والارض کانتا رتقا ففتقھما یہ زمین وآسمان پہلے اکٹھے تھے، ملے ہوئے تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ دیا "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ "(الانبیاء: آیت ۳۰) کہ ہم نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا یہ دونوں آیات آپ کو سمجھ نہیں آ سکتیں جب تک کہ آپ علم ہیت پر نظر نہیں رکھتے۔ اس وقت تک جب آپ کی حیاتیات پر پوری تحقیق نہ ہو

These are only twenty seven thesis on the existence of earth.

اور ہر Thesis صرف ایک بات پہ Agree کرتا ہے کہ

The earth and skies were one in the bgeinning then with a big bang, and with the very big bang, the earth was torn apart.

کبھی یہ Thesis رہا کہ زندگی پانی سے پیدا ہوئی، کبھی یہ Thesis رہا کہ زندگی ہوا سے پیدا ہوئی، کبھی یہ Thesis رہا کہ زندگی Spontaneous ہے۔ کبھی یہ Thesis رہا کہ زندگی آگ سے پیدا ہوئی مگر آج کا حرفِ آخر سائنس پہلے Hypothesis بناتی ہے۔ ایک نظریہ Non Confirmed پھر اس کو Degree بناتی ہے It turns out to be degree, ultimately it becomes a law. لاء بننے کا مطلب یہ ہے کہ مدتوں کی تحقیق وجستجو کے بعد ہم نے ایک Chapter Final کر دیا اور وہ Chapter Science نے یہ Final کیا ہے کہ All life is created out of water. قرآن نقل نہیں کرتا۔ قرآن اپنی Statement دیتا ہے۔ اگر آپ قرآن سمجھنا چاہتے ہیں تو قرآن سے پہلے جتنے علوم گزرے ہیں، ان کی آگاہی بہت ضروری ہے، اس کے بغیر آپ قرآن نہیں سمجھ سکتے Ptolemy of Greece نے Thesis دیا جسے آپ بطلیموس کہتے ہیں کہ زمین کھڑی ہے اور ستارے اس کے گرد گردش کر رہے ہیں یہ Thesis 1523 تک کرنٹ میں رہا اور اس کے بعد کاپرنیکس نے کہا کہ Ptolemy غلط ہے The fact is that sun is stationary. سورج کھڑا ہے اور باقی ستارے اس کے اردگرد گردش کر رہے ہیں۔ ان کے درمیان قرآن

آیا۔ ذرا دیکھیے تو سہی قرآن نے بطلیموس کا ساتھ دیا یا کاپرنیکس کا۔ قرآن نے دونوں کا ساتھ نہیں دیا۔ قرآن نے بالکل مختلف بات کی "و سخر الشمس و القمر" (الزمر: آیت ۵) قرآن نے بحیثیت ایک لاء کے کہا کہ یہ سورج چاند ستارے میں نے مسخر کیے مگر ان میں سے کوئی بھی کھڑا نہیں ہے "کل یجری لاجل مسمی" کہ یہ تمام چل رہے ہیں۔ وقت مقررہ تک۔ کوئی Laboratory نہیں ہے جنہوں نے آٹوگرافیہ یا معلومات پڑھا ہوگا۔ ہم کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کے کچھ ثابت ہیں کچھ سیار ہیں There are some stationary stars seems moving stars. مگر ان لوگوں کو قرآن پڑھنے میں کتنی مشکل پیش آئی ہوگی۔ قرآن تو کہتا تھا کہ ایک بھی ثابت نہیں ہے سب سیار ہیں۔ اٹھارہویں صدی میں آکر بڑی بڑی دوربینیں لگیں اور کائنات کا ٹیلی سکوپک یا ریڈیو ٹیلی سکوپک مطالعہ ہوا تو ایک فائنل حجت سامنے آگئی کہ

There is nothing stationary in the universe

پروردگار عالم کی بات حجت نکلی۔ پروردگار سچا نکلا تمام فلاسفی آف سائنسز غلط نکلیں۔

The science had to confirm the only saying of the God Almighty, they had to confrim that everything is moving in the universe. Ptolemy was wrong, Copernicus was wrong .

کیا ہمیں معیار قرآن کو پہنچنے کے لیے مطالعہ کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا ہمیں اپنی زندگی کی بہترین جد جہد کی ضرورت نہیں؟ اور کیا ہمیں ذہنی تگفر کی ضرورت نہیں؟ کیا ہمیں اس محبت اور انس کی ضرورت نہیں؟ جو ہمیں پروردگار سے محسوس ہو۔ ایک بات اچھی طرح یاد رکھیے کہ انسانی تجسس کی ایک ہی ترجیح ہے اور وہ ترجیح اوّل و آخر اللہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ذہن باقی کام کیوں کرتا ہے۔ غور تو کیجیے کہ جو جبر و قدر کے مسائل پر آپ اتنا غور و فکر کرتے ہیں کہ اگر میں قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہوں تو میری تو اس سے بڑی بے تکلفی ہے وہ تو مجھے سوال کرے گا۔ میں تو اسے جواب دے دوں گا۔ ساری عمر اس کے ساتھ ادھر ادھر گزاری ہے کبھی اس سے بھاگتے ہوئے کبھی اس کے پاس جاتے ہوئے تو جب وہ مجھے یہ کہے گا اے برخوردار میں نے تجھے اپنی پہچان اور اپنی شناخت کے لیے عقل و معرفت بخشی تھی تو تو نے مجھے جانا پہچانا کیوں نہیں؟ میں نے قبر کے ائیر پورٹ پر تم سے ایک ٹیکنیکل سوال پوچھا تھا کہ آگے جانا ہے تو یہ پاسپورٹ دکھا کے جاؤ گے من ربک تو تم نے صحیح جواب کیوں نہیں دیا؟ اس وقت کیا میں کہہ سکتا ہوں کہ اے پروردگار، اے مولائے کریم تو نے مجھے اس مسئلے پر سوچنے کی فرصت کب دی؟ میں تو رہا بیوی کی فکر میں، میں رہا بچوں کی فکر میں، میں رہا مکان کی فکر میں، میں رہا Status کے تجسس میں، مجھے تو نے ایک لمحہ کی فرصت تو دی ہوتی۔ میری تو ساری عقل ادھر لگ گئی، میں تو Perceive میں رہا۔ خدا کہتا ہے میرے بندے نے جھوٹ بولا۔ میں نے اسے ان میں سے کسی چیز کی ذمہ داری نہیں دی۔ تمام مقدر پروٹوکول ہے۔ ان میں سے کسی چیز کی ذمہ داری آپ پر نہیں تھی۔ آپ کو جس کام کے لیے بھیجا گیا تھا، وہ بڑا Different تھا۔ انا ھدینا ہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا (الدھر: آیت ۳) عقل و شعور، تجسس و فکر صرف شناخت خداوند کے لیے دی گئی تھی۔ آپ اسے Lesser ترجیحات پر زور دیتے رہے۔ آپ نے بیوی بچوں پر لگا دی۔

اشیائے صرف پر لگا دی اور جب وقت چلا گیا۔ ہم مسلمان تو ہیں مگر اللہ کے محبوب بندے نہیں بن سکے۔ اللہ نے آپ کو ضرور بخشنا ہے۔ یہ تو دعا ہی دیجیے حضرت معاذؓ، کو ان کی آنکھوں سے لرزتے ہوئے آنسوؤں نے آپ کی نجات کا بندوبست کر دیا ہے ورنہ جو نعمت اللہ نے دی تھی، ہم اس کے حقدار نہیں تھے۔ ہم نے اس کو اس کے Basic Purpose کے لیے استعمال نہیں کیا۔ ہم نے اپنے تجسس کو Mis-use کیا۔ اگر میں اپنے ایک بھائی کو کہتا ہوں کہ بھائی پیسے لے لیں اچھے ہوٹل میں رہنا، اچھے کپڑے پہننا اور اچھا کھانا اور اپنے دوستوں سے ملنا مگر میرا ایک Letter ڈیلیور کر دینا۔ وہ تین دن کے بعد میرے پاس آتا ہے کہ میں نے بہت انجوائے کیا بڑی اچھی لائف گزاری، دو موویز دیکھیں، میں نے بہت سیر کی۔ ٹھیک ہے تم نے سرمایہ بھی لگایا اور سیر بھی کی لیکن

What about that letter,

Sorry I could not deliver the letter.

میرا حشر کیا ہوگا۔ میرے غصے اور جھنجلاہٹ کا کیا عالم ہوگا؟ کہ خدا نے رزق دیا، بیوی بچے دیے تفریح دی "وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور" (آل عمران: آیت ۱۸۵) ہر چیز اس نے دے دی مگر ہم نے اللہ کو جو لیٹر Deliver کرنا ہے من ربک یہ ذہنی نفسیات کا اول اصول ہے کہ جس چیز نے آپ کو زندگی میں Possess کیا، وہی مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہی، زندگی میں جس چیز کو آپ نے ترجیح دی، جس کی خاطر صبح وشام اپنے تصور کے چراغ جلائے اور جس خیال کو اپنے آغوش ذہن میں پالا اور جس کی خاطر آپ نے راتیں جاگیں وہی آپ کے ساتھ قبر تک رہی۔ اسی لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ دیا کے دیکھو اللہ پر گمان ٹھیک رکھنا یہ گمان کیا چیز ہے؟ کہ ایک بدو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت میں حساب کون لے گا فرمایا اللہ۔ وہ ہنسا اور ہنس کے چل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیرت ہوئی کہ یہ ہنسنے کی تو کوئی بات نہیں۔ فرمایا دوڑو اسے واپس بلا کے لاؤ۔ آیا۔ پوچھا تو ہنسا کیوں۔ اس بدو نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے دیکھا ہے کہ زندگی میں جب کوئی اعلیٰ ظرف حساب لیتا ہے تو نرم لیتا ہے۔ لہٰذا اللہ سے بڑا اعلیٰ ظرف کون ہوگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو اس بدو کا گمان اللہ پر کتنا اچھا ہے؟ فرمایا آخری وقت میں اپنا گمان اللہ پر درست رکھو۔ لوگ کہتے ہیں کہ تقلید اچھی نہیں ہوتی۔ بہت سارے مذاہب فکر ایسے پیدا ہوئے کہ انہوں نے کہا تقلید اچھی نہیں ہے مگر ہر ذہن کی Capacity اتنی محدود ہے کہ اگر میرے والے کو آپ کا Brain دے دیں تو آپ اگلے دن وفات پا جائیں۔ اسے تو صبر وسکون اور طاقت واستطاعت اللہ نے بوجھ اٹھانے کی دی ہے مگر وہ آپ میں نہیں ہے۔ آپ کا ذہن اسے دے دیا جائے تو وہ بے چینی اور اضطراب سے مر جائے خدا نے تمام اذہان کو ان کے کام کے مطابق ترتیب دیا ہے۔ جبر کی تعریف یہ نہیں کہ مقدر میں کیا لکھا ہے اور کیا نہیں لکھا۔ جبر کی سب سے خوبصورت تعریف اللہ کے بعد ایک مغربی مفکر نے کی۔ اس نے سائنٹفک Determinism کا فلسفہ دیا اور عجیب خوبصورت بات اس نے کی کہ جبر یہ ہے کہ ایک لمحہ زمانہ اک مقام میں سمو دیا جائے۔

A moment of time is fitted into a piece of space

اگر اللہ ایسا نہ کرتا تو زمین پر ایک بحران زندگی ہوتا۔ کسی کو گھر نہ ملتے، کسی کو شناسائی نہ ملتی۔ It would have been a big jumble of human beings. ایک کے بجائے سارے اکھٹے ہوتے، نہ کسی کو گلی ملتی نہ دروازہ نہ ہم آج یہاں ہوتے تو خدا نے اس لحہ زماں کو اس مکان کے ساتھ جوڑ کر آپ کو زحمت شنوائی دی اور مجھے ہمت گفتار بخشی۔ اللہ کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس محدود رویے کو رد کرنا ہوگا جس پر ہم قائم ہیں۔ ایک لڑکا ایف ایس سی میں داخل ہوتا ہے۔ ایم بی بی ایس کرتا ہے آپ بہت کہتے ہیں۔ He has progressed۔ وہ Specialize کرتا ہے آپ کہتے ہیں کہ اس نے ترقی کی۔ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اپنی Professional Heights تک پہنچتا ہے۔ زندگی میں بڑی علمی تحقیق وجستجو کے بعد یہ مقام عالی حاصل کیا ہے۔ It is true with every profession ایک سادہ سا موٹر میکینک بھی بیس سال کے بعد اس کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ سیلف کو کنجی لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس گاڑی میں فلاں فلاں نقص ہے

Every where the professional is progressing .

ہر جگہ علم اور حکمت ترقی کرتی ہے سوائے اسلام کے۔ یہاں ایک شخص نماز روزے سے شروع کرتا ہے اسی پر مرتا ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ دنیا کی چھوٹی چھوٹی یونیورسٹیوں کے طالب علم بہت ترقی کر جاتے ہیں اور خدائے علیم وحکیم کی طرف جانے والا بالکل وہیں کھڑا رہتا ہے جہاں وہ ازل سے کھڑا ہے۔ مجھے تو اللہ میاں میں کوئی قصور نہیں لگتا بنیادی طور پر It is our thought ہم اس مرتبہ علمیت تک نہیں پہنچتے جس پر خدا اور اس کا قرآن قائم ہے۔ جس پہ وہ تعلیم قائم ہے۔ بنیادی طور پر دو Faith ہیں ایک تو ہماری مذہبی فکر کے سامنے ہمارا جو احساس کمتری ہے کبھی ہم اس کا شدت سے انکار کر کے Stubborn Animals ہو جاتے ہیں اور دوسرا یہ کہ کبھی اسے شدت سے قبول کر کے ہم بعینہٖ اپنا احساس ذہن کھو بیٹھتے ہیں۔ یہ دونوں Faith ہم میں موجود ہیں اور دوسری اہم بات مدت ہوئی ہماری ترجیح اول کھو گئی ہے۔ ہم اسلام مانگتے ہیں ہم Religion کی پرستش کر رہے ہیں۔ ہم خدا کی پرستش نہیں کر رہے۔ جب تک ہمارے اذہان میں یہ ابہام Clear نہیں ہوگا کہ

Riligion is not important, God is important. And riligion is for God and God is not for riligion.

اس وقت تک ہمارا مذہب ایک صحیح بنیاد پر استوار نہیں ہو سکتا

This is matter of totality.

اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو خدا نے وعدہ کیا ہے۔ بہت بڑا وعدہ اور اتنا کھلا اور کشادہ وعدہ کہ پروردگار کے وعدے پر اعتبار نہ کرنا، عجیب سا لگتا ہے "ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین○ " (آل عمران: آیت ۱۳۹) غم اور سستی نہ کرنا۔ غم نہ کرنا۔ مجھے قسم ہے اپنے رب ذوالجلال کی تم ہی غالب ہو، اگر اہل ایمان ہو۔ ہم غالب کیوں نہیں ہیں؟ بڑی مدت سے نہیں ہیں، بہت صدیوں سے نہیں ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ کو سمجھ نہیں آتی۔ As simple is that۔ ہمارے علمی فکر میں مکمل انحطاط نے ہمیں Basic ترجیحات سے غافل کر دیا۔ ہم دین اور عمل کی

بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں مگر دین کی غرض و غایت سے آگاہ نہیں ہیں۔ ہماری زندگی کی نفسیات اللہ کے احکام سے مرتب نہیں ہوتی۔ ہماری فکر پر کسی Guiding Spirit کا سایہ نہیں ہے۔ ہم تمام تر جیجات سے نپٹنے کے بعد عمر آخر میں اللہ کی طرف جاتے ہیں۔ ہم اپنے علمی مسلک میں اتنے کمزور ہیں کہ ہم نے اپنی Interpretation کا کام سب سے کم تر علوم والوں کو دے رکھا ہے اور ہم نے کبھی محنت نہیں کی۔ سوچا تک نہیں کہ ایک بی اے کے لیے چودہ برس گزر گئے۔

سوالات و جوابات

حقیقی شہید کون ہے؟

سوال: دوست کہتے ہیں کہ آپ کی باتیں بڑی اچھی ہیں اور ہمیں سمجھ بھی آ رہی ہیں لیکن اگر مسلمانوں کے پاس پندرہ سو سال سے واقعی یہ سارا کچھ تھا تو یہ اس وقت کیوں ہو رہا ہے کہ مارنے والوں کو یہ نہیں پتا کہ کیوں مار رہا ہے۔ مرنے والے کو یہ نہیں پتا کہ میں کیوں مارا جا رہا ہوں اور کہنے والا دونوں کو شہید کہہ رہا ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! بڑی سادہ سی بات ہے۔ شاید میں پھر کہوں گا کہ Scientific Temper میں ایک بات تو ہونی چاہیے کہ کم از کم اعتراض کرنے والے کے پاس بھی Data ہونا چاہیے۔ جواب دینے والے کے پاس بھی تو کوئی معقول بات ہونی چاہیے۔ اگر آپ ذرا، یعنی پچھلے کوئی تین ہزار سال کی تاریخ دیکھیں تو After the advent of Islam، اسلام کے آنے کے بعد، پوری دنیا پر مسلمانوں کا تیرہ سو برس غلبہ رہا۔ رومن ایمپائرز ڈیڑھ سو سال کے بعد ختم ہو گئی، Greeks پچاس سال کے بعد ختم ہو گئے، بڑی بڑی جو ایمپائرز دنیا میں قائم ہوئیں ان کی زندگیاں نظریاتی نہیں شخصی تھیں۔ کوئی سو سال بعد ختم ہو گئی، کوئی ڈیڑھ سو سال بعد ختم ہو گئی۔ صرف ایک ہی System of thought ہے۔ تیرہ سو برس مسلسل اس دنیا پہ حکمرانی کی ہے بلکہ سولہویں صدی تک یہ عالم تھا کہ دنیا پہ تین بڑے بادشاہ تھے اور تینوں مسلمان تھے۔ ایک طرف اکبر اعظم تھا۔ ایک طرف سلطان سلیمان ذیشان تھا اور ایک طرف سلطان عباس اعظم تھا۔ بہر حال تبدیلی تو ہوتی ہے کیونکہ یہ قانون فطرت ہے لیکن مسلمانوں کے زوال کے اسباب علم سے پہلوتہی، آباؤ اجداد کے شعار سے دوری، اخلاقی اور معاشرتی بے راہ روی، فتح کو مستقل سمجھنے کی غلطی اور خدا کی بندگی سے انکار شامل تھا۔ پھر اللہ جیسے فرعون کے بارے میں کہتا ہے کہ ہم نے چاہا کہ اس کی قوم کو رسوا کریں۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا حائل نہ ہوتی تو اس وقت پورا عالم اسلام غلام ہوتا۔ مگر شب معراج، سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعا فرمائی کہ اے میرے اللہ میری امت پر کسی کو غلبہ نہ دینا۔ امت کا لفظ استعمال کیا تو جزوی غلبے تو ضرور ہوئے مگر پوری ملتِ اسلامیہ پر کبھی کوئی دوسری قوت غالب نہیں آئی اور جس پر تھوڑا چند عرصہ غالب ہوئے سو پچاس سال میں تمام مسلمان ملک آزاد ہو گئے۔ اور ماشاء اللہ، مگر اس آزادی کے بعد بھی مسلمانوں نے رجعت اسلام نہیں فرمائی۔ اب چونکہ ذلت رسوائی اور اپنی کچھ Shortcomings کا احساس شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے۔ کچھ غیرت بھی رفتہ رفتہ جاگ رہی ہے۔ اب

انشاء اللہ تعالیٰ العزیز کوئی زیادہ دنوں کی بات نہیں ہے ہم چونکہ ایک دورِ ابتلا اور Transition کی پیداوار ہیں اور بظاہر یہی لگتا ہے کہ مغرب کا تسلط اب اور زیادہ دیر تک قائم نہیں رہے گا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ Within twenty five years اگر مہدیؑ اور عیسیٰؑ نہ آئیں تو پھر بھی مشرق کو مغرب پر دوبارہ غلبہ حاصل ہوگا۔ اور اس کے لیے کسی معجزے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ قانونِ پروردگار ہے کہ کائنات میں برابر تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ اللہ اگر خصوصی عنایت فرمائیں اور بندگانِ عالی پہ ترس فرمائیں اور حریمِ ناز کے ان متلاشیوں میں خدا کی تلاش اور جستجو پیدا ہو جائے تو پھر معاملہ کچھ مختلف ہوگا۔

گناہ اور ثواب کے اثرات

سوال: پروفیسر صاحب آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ کچھ لوگ ساری زندگی نیکیاں کرتے ہیں اور عمرِ آخر میں ان سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جاتا ہے کہ خدا فیصلہ کرتا ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا' دوزخ میں جائے گا یا اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ کیا یہ انصافی نہیں ہے؟

جواب: اب دیکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث واضح ہے کہ لوگوں کو اپنا پتا نہیں ہوتا یا پتا ہوتا ہے تو تمام عمر اپنی غلطیوں کا احساس نہیں کرتے لیکن اللہ ایسا نہیں کرتا بلکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کا عمل ضائع نہیں کرتے جیسے ایک شخص ہے جو پانچ وقت نماز پڑھتا ہے ساری عمر ذکر کرتا ہے مگر ایک ایسا عمل کر بیٹھتا ہے کہ اپنے سارے کیے دھرے پر پانی پھیر دیتا ہے۔ میں لٹریچر کی آپ کو مثال دیتا ہوں۔ انگریزی ادب میں ''چاسر'' کو بہت بڑا شاعر کہا جاتا ہے۔ پندرھویں صدی کی شاعری کی ابتدا اس سے ہوئی۔ اس نے ایک خاتون اور ایک پکانے والے کا بہت ذکر کیا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق ایسا بہترین Cook سارے زمانے میں نہیں۔ وہ سلاد بنا لیتا تھا اور پلاؤ بھی پکا لیتا تھا۔ جہاں جاتا تھا اس کے کھانوں کی دھوم ہوتی تھی مگر ساتھ ہی اس نے ایک چھوٹا سا جملہ لکھا ہے کہ اس کی ٹانگ پر ایک بڑا ذلیل پھوڑا تھا۔ اب بتائیے اس Cook سے کون کھانا پکوائے گا۔ جس کی ٹانگ سے غلاظت ٹپکتی ہو۔ اس سے کون کھانا پکوائے۔ یعنی اتنی ساری تعریفوں کے بعد ایک جملے نے اس بے چارے کک کی مٹی پلید کر دی۔

اب خواتین وحضرات ایک آدمی ساری زندگی عبادت کر رہا ہے اور یہ واقعہ میرے اس شہر میں پیش آیا آپ کو سناتا ہوں۔ مسجدوں کا غلام' پانی پلانا اس کا کام' صفیں بچھانا سب کچھ اس کے سپرد' اذان بھی دے رہا ہے۔ بے چارہ' جمعہ کو نعت بھی پڑھ رہا ہے اور ساری زندگی ہوگئی۔ ایک دن کوئی پچاس سال کے بعد ایک باہر سے International Narcotics کی ٹیم آتی ہے اور موصوف کو اٹھا کے لے جاتی ہے کہ یہ تو ہیروئن کا ڈیلر ہے۔ اب آپ بتائیے وہ سارے نیک کام کس کھاتے میں جائیں گے؟ خدا اور حدیث یہ تو نہیں کہتی ہے کہ وہ نیک کام کرتا تھا۔

آپ دور کیوں جاتے ہو تخلیقِ پاکستان کے وقت دیکھو مسجدیں' عمامے' لبادے شیخ العرب والعجم' مجتہد العصر سارے کے سارے ایک طرف جب کہ دوسری طرف ایک ایسا آدمی تھا جسے نہ نماز روزہ کا اور نہ نیکی کی پروا تھی بلکہ وہ ایسا نازک مزاج اور نازک تن آدمی تھا کہ جس کا سگار ہوانا سے، ہیٹ انگلستان سے اور کپڑے فرانس سے بنتے تھے۔ نہایت

مشکل سے ڈھونڈ کر لایا گیا مگر پاکستان قائم کر کے ہٹا اور تربیت کا یہ عالم تھا کہ کسی نے پوچھا کہ اے قائداعظمؒ تجھے اتنی محنت کر کے اس مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی تو اس نے جواب دیا کہ وہ صرف یہ جانتا ہے کہ جلد از جلد اپنا کام پورا کرے اور جب خدا کے حضور جائے تو اسے خدا کہے کہ

Well Done Mr. Jinnah.

حدیث کے اس Pattern اور اس Pattern میں بس اتنا سا فرق تھا کہ تمام عمر کا ایک کام ایک لمحے میں نمایاں ہو جاتا ہے اور لمحہ صداقت کا قیدی ہو جاتا ہے۔

حضورؐ پر جادو کیسے اور کیوں ہوا؟

سوال: آپ نے اپنی گفتگو میں جادو کے تصور کی نفی کی ہے اور حضورؐ پر جادو کیسے ہوا اور قرآنی آیات کا نزول اس کے توڑ کے لیے کیوں ہے۔

جواب: صاحب! یہ آپ کا سوال بہت اچھا ہے۔ اللہ نے پیغمبر کو ایک Demonstration کا کام دیا ہے۔ وہ آیات الٰہی کو Demonstrate کرتا ہے۔ پیغمبر اور عام استاد میں فرق ہوتا ہے کہ میں ایک پریکٹیکل کیفیت سے گزرے بغیر بھی Lesson دے سکتا ہوں۔ فرض کیجیے میں آپ کو تصوف پہ Lesson دے رہا ہوں تو آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا میں اس کیفیت سے گزرا ہوں۔ تو میں کہوں گا نہیں۔ میں اس کیفیت سے نہیں گزرا ہوں مگر پھر بھی یہ باتیں میں نے بائی کیٹگری حاصل کی ہیں اور آپ کو پہنچا رہا ہوں۔ مگر چونکہ قرآن کی ٹیچنگ کا Law یہ ہے کہ "لم تقولون مالا تفعلون" (الصف: آیت ۱) تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پہ عمل نہیں کرتے۔ لہٰذا پیغمبر کا کام قرآن کی ہر آیت کی Proper Demonstration دینا اور Cause اینڈ Effect کے چینل سے Demonstrate کرنا ہے۔ اب دیکھیے اس زمانے میں کہانت، جادو، سحر بہت زیادہ تھے۔ ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھا کہ اس زمانے میں لوگ چالیس چالیس دن کے لیے، منکوں میں روغن بادام بھر کر ان میں بیٹھ جاتے تھے ان کا صرف سر منکوں سے باہر ہوتا تھا اور وہ صرف بادام کھاتے تھے۔ چالیس دن تک ان کا مسلسل بادام کھانا اور روغن بادام میں بیٹھنے کا اثر ہوتا تھا کہ وہ ایسی Concentrations Gain کر لیتے تھے کہ وہ جنات سے محو کلام ہو سکتے تھے۔ اور اس کو کہانت کے علوم کی Base کہا جاتا ہے۔ یہ کاہن بننے کا طریقہ تھا۔ اب اس زمانے میں کہانت موجود تھی۔ کہانت اور سحر کے چھوٹے موٹے واقعات ہوتے رہتے تھے۔ خاص کر یہودیوں میں علم سحر زیادہ تھا۔ اگر آپ کو قرآن یاد ہو تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ابتدائے سحر ہوئی اور لوگ بڑی بڑی ساحری کے کام کرتے تھے۔ قرآن حکیم میں اللہ کہتا ہے کہ میں نے سلیمان کو سحر نہیں سکھایا بلکہ۔ "وما کفر سلیمن ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر" (البقرۃ: آیت ۱۰۲) کہ شیاطین کفر کرتے تھے اور ذرا غور کیجیے گا۔ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا۔ شیاطین اللہ کا انکار کرتے تھے، Counter Powers ڈھونڈتے تھے اور لوگوں کو سحر سکھاتے تھے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ سحر کی ابتدا کیا انجام ہے۔ پھر خداوند کریم فرماتا ہے۔

"وما انزل علی ا لملکین ببابل ھاروت و ماروت"(البقرۃ: آیت۱۰۲) کہ ہم نے ہاروت و ماروت کو مملکت بابل اور نینوا میں صرف آزمائش کے لیے اتارا۔ سحر سکھانے کے لیے نہیں اتارا تھا۔ اللہ نے ان لوگوں کو اپنے یقین میں آزمانا چاہا اور کس چیز کی آزمائش کی کہ ملائکہ Power Intoxicant لائے، قوتوں کے فریب لائے سحر میں قوتوں کا فریب تھا، جیسے آج کل ہے۔ آج جادوگری، تعویذ دھاگے والے لوگوں کو اپنی قوت کا فریب دیتے ہیں۔ اپنی حکمت عملی کو غالب کرتے ہیں تو انہوں نے کیا فریب دیا۔ مگر فریب سے پہلے ایک معمولی سی ایمان کی Testing تھی یعنی ملائکہ لوگوں کو کہا کرتے ٹھیک ہے ہم تمہیں جادو سکھا دیتے ہیں مگر ایک بات یاد رکھنا کہ وہ کسی کو "وما یعلمان من احد" وہ کسی کو علم نہیں دیتے تھے اس جادو کا، "حتی یقولا" جب تک یہ بات ان کو کہہ نہیں لیتے تھے۔ "انما نحن فتنۃ فلا تکفر" (البقرۃ: آیت۱۰۲) دیکھو ہم فتنہ ہیں، ہم تمھاری آزمائش ہیں۔ اس چکر میں نہ پڑو۔ کفر کے مرتکب ہو جاؤ گے! آپ نے دیکھا کہ بار بار جادو سحر اور کفر مشترک آ رہے ہیں یعنی کفر نہ کرو، اللہ پہ یقین کرو، ہماری پاور، سراب کی طاقتیں ہیں۔ ہم جھوٹے ہیں ہم پہ اعتبار نہ کرو۔

اور سکھاتے کیا تھے۔ حب کے تعویذ، فراق کے تعویذ۔ جدائی پیدا کرنا، محبتیں ملانا۔ یہ وہ لوگ کیا کرتے تھے۔ اگر آپ اردگرد ذرا نظر ڈال لیں تو پھر ان سارے تعویذ والوں کی حیثیت آپ کو نظر آ جائے گی کہ یہ جادوگری جو آپ کے معاشرے میں بابل اور نینوا سے بڑھ کر جاری ہے، پانچ ہزار سال قبل کی تہذیب جس کو آپ ایک پرانی اور دقیانوسی تہذیب کہتے ہیں، اسی تہذیب کو آپ آج کے ماڈرن زمانے میں Repeat کر رہے ہیں۔ مگر اللہ کی سحر پہ رائے کیا ہے۔ "ویتعلمون مایضرھم ولا ینفعھم" (البقرۃ: آیت۱۰۲) تم ایسی بات کیوں سیکھتے ہو جس میں نہ نفع ہے، نہ ضرر ہے اس کا کوئی نقصان ہے نہ کوئی فائدہ ہے۔ مگر جس شخص نے اسے مان لیا۔ اسے نقصان پہنچنا شروع ہو گیا جس شخص نے اس کو ماننے کے بجائے خدا پہ بھروسا کیا، اس کو اس کا نقصان نہیں پہنچا۔

اب آیئے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سحر ہو رہا تھا۔ قرآن اتر رہا تھا۔ دو سورتیں ابھی منصہ شہود پہ نہیں آئی تھیں۔ ابھی دو انتہائی قیمتی اور خوبصورت سورتیں خدا کے خزانے میں اُمت محمدیہ کے لیے پڑی تھیں۔ یہ دافع سحر آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو عطا کرنا چاہتا تھا۔ مسلمانوں پہ یہ رحمت ہونے والی تھی۔ اب پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ ان آیات کے مقاصد کو Demonstrate کریں کہ کیا حالات ہوں گے! کس قسم کی Condition سے گزرو گے اور کن حالات میں وَالنَّاس اور فلق کام آئیں گی۔ سو بید بن عاصم کی بیٹیوں نے جادو کیا۔ آپ ایک بات بتائیں۔ میں آپ سے سوال پوچھ رہا ہوں۔ میکینیکلی کیا پہلے خدا نہیں تھا پہلے جبرائیل نہیں تھے؟ جب جادو ہو رہا تھا۔ یہ عجیب سا لگتا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی قصور ہوا تھا کہ ان کو سزا دی جانی چاہیے تھی سو ان پہ جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ تو پیغمبر کو "لم تقولون مالا تفعلون" (الصف: آیت۱) Demonstrate کرنا تھا۔ وہ Effect، جس کی وجہ سے ان آیات کے نزول ہونے تھے۔ پیغمبر نے Demonstrate کیا کہ جادو اور سحر یادداشت پہ اثر ڈالتا ہے۔ پیغمبر نے ہمیں بتایا ہے کہ جادو دو کیفیات پہ مشتمل ہے۔ یہ نظر اور مائنڈ کا Obsession ہے۔ دماغ پہ جب ایک خیال Recurrance شروع کر دے جسے آپ نیوروسس یا سائیکاسس بھی کہتے ہیں، سحر ہے۔ پیغمبر نے demonstrate

کیا کہ جب میموری مسنگ شروع کر دے یا Over Concentration کی وجہ سے Simple Attitude ضائع ہونے شروع ہو جائیں تو یہ سحر کا اثر ہے۔ یہ سحر اندر اور خارجی کیفیات سے بھی ہو سکتا ہے۔ پیغمبر نے سحر Demonstrate کیا کچھ عرصے کے بعد وہ خوبصورت آیات الٰہیہ آپ کے ہاتھ میں آ گئیں۔ اب سحر کا، اثر ختم ہوا۔ جو شخص آج بھی والناس اور فلق کو دافع سحر سمجھتا ہے اس پہ سحر نہیں ہو سکتا۔ یہ تحفہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عطا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوپر سے گزار کے آپ کو دیا۔ اب آپ کو جادو کا کیا ڈر ہے۔ یہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلق اور والناس سے پہلے متعدد آیات قرآنی بحیثیت دافع سحر پڑھتے تھے مگر جب یہ دو صورتیں آئیں پھر صرف انہی کو اختیار کیا۔ اب آپ بتائیں کہ اگر آپ کو کسی کیفیت سحر سے آشنائی ہو اور آپ والناس اور فلق بھی پڑھ چکیں تو آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ صرف یہ کہ

you don't believe in God, you don't believe in Quran.

یعنی وہ منحوس جو گلی میں بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ تم پر تعویذ ہوئے ہیں آپ کو اس پہ زیادہ اعتبار ہے۔ قرآن پہ نہیں ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ نہیں ہے۔ سورۃ والناس پہ نہیں ہے۔ سورۃ فلق پہ نہیں ہے۔ اگر آپ کا دل شہادت دے کہ یہ دافع سحر ہیں اور رسول اللہؐ نے بتایا ہوا ہے تو جو ایک مرتبہ ہی والناس اور فلق پڑھے گا اس پر سحر کا اثر نہیں ہو سکتا۔

خواتین کو ہدف تنقید بنانے کا رواج

سوال: آپ نے لیکچر کے ریفرنس میں خواتین اور ان کے فیشن کو کوٹ کیا ہے مثلاً پائینچے اوپر کرنے کا حوالہ آپ نے دیا ہے حالانکہ ہماری سوسائٹی Male Dominating سوسائٹی ہے لہٰذا وہ ریفرنسز جن میں خواتین کو ہدف تنقید بنایا گیا ہو آپ Quote نہ کریں۔

جواب: دیکھیے نا اگر میں حوالہ نہ دیتا تو آپ کا اتنا اچھا سوال مجھ تک نہ پہنچتا۔ بات یہ ہے کہ فیشن یا Change of pattern زیادہ تر خواتین کو متاثر کرتا ہے۔ اس طبقے میں Competitive Sense زیادہ ہوتی ہے اور یہ فزیکل یا مینٹل Comparison سے ایک دوسرے کو Judge کرتے ہیں۔ آپ نے ایک نارمل میاں بیوی کو زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ سوائے ایک اونچے اور تعلیم یافتہ طبقے کے جہاں مرد اور عورت گھر سے سنور کے نکلتے ہیں۔ مگر نارمل حیات میں جب آپ دیکھتے ہیں تو آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ نارمل ایک بڑی اچھی Well Dressed عورت کے ساتھ ایک Quite Simple سا مرد جا رہا ہوتا ہے میں نے اپنی زندگی میں اکثر بہت سارے مردوں کو مشورے دیے، بھئی اچھی بھلی بیوی ہے تیری، خدا کے لیے اس کی پسند کی حد تک تو تھوڑا سا سنور کے نکل۔ تو نارمل مرد جو ہے، اپنی ذات کے بارے میں اپنے مسائل کی وجہ سے Careless ہو جاتا ہے۔ بلکہ اکثر یہ دیکھا گیا کہ عمر کے ساتھ ساتھ بہت ساری خواتین۔ فرض کیجیے اگر Facial wise مرد کو پسند نہ کریں تو وہ بولتی تو نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ان کے Husband ڈاڑھی رکھ لیں تو وہ بے الفاظ میں کہتی ہیں کہ انہوں نے بے ڈھب سی ڈاڑھی رکھ لی۔ کوئی سلیقے سے رکھتے، کوئی قرینے سے رکھتے۔

بات یہ ہے کہ عورتوں کی مثال میں نے اس لیے دی ہے کہ میں نے ایک fact کی مثال دی تھی کہ باوجود اس کے کہ الحدیث مدتوں پائینچے ٹخنوں سے اونچے کرنے کے لیے مردوں کو کہتے رہے، اس کے برعکس ایک فیشن آیا اور اکثر اور بیشتر خواتین کے پائینچے اونچے ہو گئے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ کلچر کی زیادہ رسائی عورتوں میں ہے بلکہ ایک بڑی خوبصورت حدیث ہے کہ علم اور مسائل علم سیکھنا ہوں تو مدینے کی بوڑھی عورتوں سے سیکھو۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ لینگویج کی حفاظت جو کلچر کا ایک بڑا معتبر حصہ ہے، ہمیشہ عورت کرتی ہے۔ دیکھیے میں ایک محلے میں، ایک مکان کی چھت پہ رہتا تھا تو صبح صبح پانی چلا جاتا تھا۔ میرے نیچے اٹل زبان رہتے تھے تو صبح سویرے جب میرے کانوں میں ایک آواز آئی یعنی ماں بیٹے سے کہہ رہی تھی۔ دیکھو! پانی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ گریزاں ہو بدن بھگولو۔ اب دیکھیے میں تو یہ جملہ سن کر حیران رہ گیا کہ یہ ایک ماں بچے کو کہہ رہی ہے کہ پانی کا کوئی اعتبار نہیں اس سے پہلے کہ یہ گریزاں ہو، بدن بھگولو۔

USMAN BOOK COLLECTION
Contact # 0345-7019792